۵

اعمال کے ساتھ نیت کی درستی بھی ضروری ہے

(فرمودہ ۲۴ - فروری ۱۹۳۳ء بمقام راجپورہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ہرایک ترقی کے ساتھ کچھ نہ کچھ قربانی ضرور رکھتا ہے زمیندار اُس وقت تک غلہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک دانے اپنے گھر سے نکال کر باہر کھیت میں نہیں پھینک دیتا- اسی طرح علم حاصل کرنے کیلئے بھی انسان اپنی قوتوں کو خرچ کرتا ہے بلکہ حقیقت تو ہے کہ اپنے بہت سے علم کو بھی ضائع کرتا ہے- کیونکہ جن چیزوں کو وہ پہلے تسلیم کررہاہوتا ہے جب تک انہیں قربان نہیں کرتاعلم حاصل نہیں کرسکتا- معمولی سے معمولی نعمت کیلئے بھی انسان کو بڑی بڑی قیمتیں اداکرنی پڑتی ہیں' سوائے ایسی نعمتوں کے جن کے بغیرانسان کی زندگی ناممکن ہے- انہیں خداتعالیٰ نے مستثنیٰ رکھا ہے جیسے ہوا ہے' اس کیلئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی- اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندرایسی قوتیں رکھی ہیں کہ ہوا خودبخود ہی سانس کے ساتھ اس کے اندرجاتی رہتی ہے- اس سے اُترکرپانی ہے جو بہت سستی چیز ہے- مگر اس کیلئے بھی کہیں کنویں کھودنے پڑتے ہیں اور کہیں سفرکرکے دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے-

تو سب ترقیات قربانی چاہتی ہیں لیکن دُنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ترقی تو چاہتے ہیں مگر قربانی نہیں کرتے- وہ چاہتے ہیں کہ انہیں عزت' مال' دولت وغیرہ سب کچھ مل جائے مگراس کے مقابلہ میں کسی قسم کی قربانی نہ کرنی پڑے- ایسے ہی لوگ ترقیات سے محروم رہتے ہیں- ان کے دل مسرّت سے پُر ہوتے ہیں کہ کاش یہ ملے وہ ملے مگروہ کامیاب نہیں ہوسکتے

کیونکہ وہ کامیابی کا اصل طریق اختیار نہیں کرتے- جو نعمتیں پیشگوئیوں کے نتیجہ میں ملتی ہیں ان کیلئے بھی قربانی ضروری ہوتی ہے-

رسول کریم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کئے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کیلئے قربانی نہ کرنی پڑی ہو- مثلاً فتح مکہ ہی ہے- اس کیلئے خود رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو پہلے اپنا وطن ترک کرنا پڑا- پھر کئی جانیں ضائع ہوئیں' کئی مسلمانوں کے اعضاء ضائع ہوگئے- گویا جانیں دے کر' اعضاء دے کر' وطن اور جائیدادیں ترک کرنے کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی- اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں' ان کیلئے بھی قربانیاں کرنی پڑیں گی- وہ بھی اسی خدا کی طرف سے ہیں جس نے محمد ﷺ کو وحی کی تھی- اور جب محمد ﷺ کی پیشگوئیاں بغیر قربانی کے پوری نہ ہوئیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کس طرح پوری ہوسکتی ہیں- ان کیلئے بھی یقیناً قربانی ضروری ہوگی اور اِس قربانی میں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ حصہ لینا پڑے گا- خصوصاً زمیندار طبقہ کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں- اس طبقہ میں احمدیت پھیلتی تو جاتی ہے مگر جس قسم کی زندگی بسر کرنے کے قابل احمدیت بنانا چاہتی ہے وہ ابھی ان کے اندر پیدا نہیں ہوئی- بہت ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو مان لیا یا نماز پڑھ لی' روزے رکھ لئے' تو یہ کافی ہے- حالانکہ نماز روزے ایک اور غرض کیلئے ہیں- اللہ تعالیٰ کو اس سے کیا غرض ہے کہ کوئی شخص ہاتھ' منہ' پاؤں دھو کر اس کے آگے جھکے یا سجدہ کرے یا بیٹھ جائے- یہ چیزیں دراصل انسان کے دماغ کو کھولنے اور اس کے اندر حس پیدا کرنے کیلئے ہیں- اور ان سے اسے یہ بتانا مقصود ہے کہ اسے کس وقت صبر کرنا چاہیئے' کس موقع پر دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیئے' دوسروں کیلئے قربانی کرنی چاہیئے- انسانی پیدائش کی دو غرضیں ہیں- ایک یہ کہ بندوں میں باہم نیکی اور حُسنِ سلوک پیدا ہو اور انسان دنیا میں خداتعالیٰ کا نائب ہوکر رہے- یہ غرض تبھی پوری ہوسکتی ہے جب انسان دماغ سے سوچے کہ خداتعالیٰ نے اس کے اندر کیا طاقتیں رکھی ہیں- لیکن خالی نماز سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا- جس شخص کے اندر تکلیف کے وقت دوسروں کی مدد کرنے' مصیبت زدہ سے ہمدردی اور دوسروں کیلئے کامل شفقت نہیں' اس کے صرف اُٹھنے بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے-

دوسرا مقصد انسان کی پیدائش کا یہ ہے کہ انسان خداتعالیٰ سے مل جائے اور صرف نماز

سے یہ مقصد بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ نماز بیشک اس کا ایک ذریعہ ہے مگر اس ذریعہ کو اگر صحیح طور پر استعمال نہ کیا جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص گھوڑے پر چڑھ کر چکر ہی کاٹتا رہے۔ ظاہر ہے کہ کولھو کے بیل کی طرح چکر کاٹتے رہنے سے کوئی منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد سے روکتی ہے۔ اب جو شخص نماز پڑھنے کے باوجود ان باتوں سے باز نہیں رہتا تو معلوم ہوا اس نے ٹھیک طور پر نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح نماز کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قُربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ مگر جس کے دل میں محبتِ الٰہی پیدا نہیں ہوتی' ایک نور اس کے قلب میں پیدا نہیں ہوتا' وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ محبت ایک ایسی چیز ہے جو اگرچہ الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی لیکن ہر شخص اسے بخوبی محسوس کر سکتا ہے اور پہچان سکتا ہے کہ اس کے اندر محبت ہے یا نہیں۔ انسان کو اپنے بیوی بچوں سے محبت ہوتی ہے' انہیں دیکھ کر اس کے دل میں ان کیلئے مسرت اور خیر خواہی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کیلئے محبت اس کے دل میں جوش مارتی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ کیونکہ جب تک دل میں احساس نہ ہو اُس وقت تک اگر کوئی شخص زبان سے کہتا رہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو وہ اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ لیکن اگر واقعی اللہ تعالیٰ کے ذکر پر اس کے دل میں محبت جوش مارتی ہے' رقّت' درد اور سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح اگر کسی شخص کا بچہ کہیں دُور گیا ہوا ہو اور تم اس کے پاس اس کا ذکر کرو تو اس کے جسم میں ایک خاص احساس پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بدن کے روئیں کھڑے ہو جائیں گے اور طبیعت میں رقّت اور نرمی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ یا جس عورت کا خاوند کہیں دور گیا ہوا ہو' اس کے سامنے یہ ذکر کرو کہ وہ آنے والا ہے تو اس کا چہرہ متغیر ہو جائے گا اور اس کی شکل ظاہر کرے گی کہ اس کے اندر کوئی خاص احساس پیدا ہوا ہے۔ یہی حالت اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر پر انسان کے اندر پیدا ہو تو وہ خیال کر سکتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے کچھ محبت ہے۔ لیکن جب منہ سے محبت محبت کہا جائے لیکن دل کے اندر کوئی تغیر نہ پیدا ہو تو یہ محبت محض لفظی ہوگی۔ کیونکہ حقیقی محبت ضرور انسان کے اندر تغیر پیدا کرتی ہے۔ یہ دو مقصد ہیں انسانی پیدائش کے اور ان کیلئے قربانی کی ضرورت ہے۔ پھر قربانی کے ساتھ نیت کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسافر سے کہے کہ بارش

ہو رہی ہے، چلو میرا مکان قریب ہی ہے۔ اس میں آرام کرو۔ مگر دل میں اسے لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اس سے ہمدردی کی اور میں دوسروں کیلئے قربانی کرتا ہوں۔ یا جس طرح لوگ مچھلیوں کو آٹا ڈالتے ہیں مگر اس سے مقصد اُنہیں پکڑنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ قربانی نہیں کہلاسکتی کیونکہ اس میں اپنا فائدہ ہے۔ اور قربانی وہ ہے جس میں دوسرے کو فائدہ پہنچے اور اپنا نقصان ہو۔ لیکن جب کوئی کام اپنے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یا رِیاء کیلئے کیا جائے تو وہ قربانی نہیں کہلاسکتا۔ مثلاً اگر کوئی نماز اس لئے پڑھتا ہے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہوں اگر نہ پڑھی تو لوگ طعن کریں گے، تو یہ اس کیلئے ثواب کا موجب نہیں ہوسکتی۔ غرض جو کام اپنے فائدہ کیلئے یا دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے یا ان سے اپنی تعریف کرانے کیلئے کیا جائے، اس کا کوئی ثواب نہیں مل سکتا۔ پھر جو کام عادتاً کئے جاتے ہیں، ان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ دیکھو بعض لوگ کُبڑے چلتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ انہوں نے بوجھ اُٹھایا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ روزے محض اس لئے رکھتے ہیں کہ ان کے ماں باپ رکھتے تھے، اس سے انہیں بھی عادت ہوگئی تو یہ کوئی ثواب کا کام نہیں۔

پس جو کام رِیاء کیلئے یا ذاتی اغراض کے ماتحت یا عادتاً کیا جائے وہ قربانی نہیں کہلاسکتا۔ قربانی وہ ہے کہ کوئی کام اس لئے کیا جائے کہ یا خدا راضی ہوجائے اور یا اس کے بندوں کو فائدہ پہنچے۔ اور نماز روزہ سے یہ مقصود ہے کہ انسان کے اندر رقّت اور درد پیدا ہو۔ اسی طرح صدقہ وخیرات اور چندوں کا یہ مقصد ہے کہ بندوں کے ساتھ مہربانی کی عادت پیدا ہو۔ لیکن اگر یہ نیکیاں کسی عادت کے ماتحت یا رِیاء کے طور پر یا کسی اور غرض کو مدنظر رکھ کر کرتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے مچھلی کو آٹا ڈالنا۔ ایک شخص بارش کے بعد مکان کی چھت پر دانہ ڈالتا ہے تا چڑیاں اور پرندے وغیرہ سیر ہوسکیں۔ لیکن چڑی مار بھی جانوروں کیلئے دانہ ڈالتا ہے جس کا مقصد چڑیوں کو پھنسانا ہوتا ہے۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ ایک کی غرض دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے مگر دوسرے کی غرض اپنی ذات کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اسی طرح ایک زمیندار اپنے کھیت میں دانہ ڈالتا ہے اور ایک کوٹھے پر پرندوں کے کھانے کیلئے ڈالتا ہے۔ ان دونوں میں بھی کتنا فرق ہے ایک اپنے نفع کیلئے ڈالتا ہے اور دوسرا بظاہر ضائع کررہا ہے لیکن خدا کی دوسری مخلوق کو فائدہ پہنچارہا ہے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل چیز نیت ہے۔ اگر نیت درست ہو تو کام بھی اچھا ہوگا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ[1]۔ ظاہری شکل پر نتائج

مترتب نہیں ہوسکتے' اصل چیز نیت ہے۔ کسی شخص کے بدن پر بچھو چڑھ گیا ہو اور دوسرا زور کے ساتھ مُکّا مار کر بچھو کو مارڈالتا ہے۔ مگر ایک اور اسے یونہی مُکّا ماردیتا ہے تو دونوں میں کتنا فرق ہے۔ ایک کے ساتھ تو وہ لڑ پڑے گا مگر دوسرے کا شکریہ ادا کرے گا کیونکہ بچھو کو مارنے والے نے اسے فائدہ پہنچایا۔ اگر مُکّا مارنے کی بجائے اسے متوجہ کرتا تو ممکن تھا کہ قبل اس کے کہ بچھو تک اس کا ہاتھ پہنچتا' وہ ڈنگ ماردیتا۔ اُس نے اپنی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دوسرے کو ضرر سے بچایا۔ مگر ایک اور نے اسے تکلیف دینے کیلئے مُکّا مارا تو عمل کی ظاہری شکل نہیں دیکھنی چاہیئے۔ کئی لوگوں کی نماز بھی ایسی ہی بُری ہوسکتی ہے جیسے چوری۔ قرآن کریم میں آیا ہے وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ؎ ۔ تو ظاہری اعمال کے ساتھ نیت کی درستی بھی ضروری ہے۔ اور اصل نیت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو' اخلاق کی درستی ہوجائے۔ اور اگر ساتھ کے ساتھ یہ چیزیں حاصل نہ ہوں تو انسان سمجھ لے کہ اس کی نیت میں خرابی ہے اور اس نے نماز صحیح طریق پر ادا نہیں کی۔

زمیندار جب کھُرپے سے گھاس کاٹتا ہے یا درانتی کے ساتھ کوئی فصل کاٹتا ہے تو وہ ساتھ کے ساتھ کٹ کر مٹھی میں آتی جاتی ہے۔ اگر ایک بار درانتی چلانے کے ساتھ اس کی مُٹھی میں کچھ نہ آئے تو معاً اسے توجہ پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اگر کسی اور طرف متوجہ ہو یا کسی سے باتیں کررہا ہو تو فوراً دیکھ کر ہاتھ کو ٹھیک کرتا اور درانتی کو صحیح طور پر چلاتا ہے۔ لیکن بہت سے ہیں کہ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں' روزے رکھتے ہیں جس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا مگر وہ کوئی خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر ان کی نمازیں صحیح ہوتیں تو کچھ تو نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا۔ کوئی وجہ نہیں کہ آدمی صحیح طور پر نماز پڑھے اور اس کا خدا کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ وہ روزے رکھے مگر وحشی کا وحشی ہی رہے اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ اگر وہ ٹھیک طور پر نماز پڑھتا' روزے رکھتا تو نتیجہ بھی ضرور ظاہر ہوتا۔ اس کا محروم رہنا دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو نماز سے فائدہ حاصل ہی نہیں ہوسکتا اور یا اس نے اس کا ٹھیک طور پر استعمال نہیں کیا۔ پس نماز' روزہ اور دیگر عبادات میں ہمیشہ نیت درست رکھنی چاہیئے۔ تا صحیح نتیجہ حاصل ہو اور اگر حاصل نہ ہو تو چاہیئے کہ انسان فکر کرے۔ کیونکہ وہ بات جو قرآن کریم نے بیان کی ہے غلط نہیں ہوسکتی۔ ضرور نقص اس کی اپنی طرف سے ہے۔ اگر ایک ماہر مالی کسی کو اپنا آزمایا ہوا اور تجربہ شدہ بیج دے اور وہ نہ پھُوٹے تو اس کے یہی معنے ہوں

گے کہ جس نے بیج لیا تھا' اسے بونا نہیں آیا- اسی طرح نماز روزہ میں فوائد تو ضرور ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے- اب جسے حاصل نہیں ہوتے تو اس کا اپنا نقص ہے- چاہیئے کہ وہ اسے دور کرے اور اپنے نفس کی خرابی کی اصلاح کرے-

(الفضل ۲ - مارچ ۱۹۳۳ء)

۱؎ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ

۲؎ الماعون:۵